حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا روس میں دعوت الی اللہ کے متعلق رؤیا اور خواہش، روس کیلئے واقفین زندگی کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍ جون ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

اس دفعہ جرمنی کے سالانہ جلسے میں شرکت کی جو توفیق ملی تو جہاں جماعت کی ترقی سے متعلق بہت سی خوشکن باتیں دیکھنے میں آئیں وہاں سب سے بڑی خوشی کی بات یہ معلوم ہوئی کہ جن احمدیوں نے بھی مشرقی یورپ سے آکر مغربی جرمنی میں بسنے والوں سے رابطے کئے ہیں یا روسیوں سے رابطے کئے ہیں ان کے رابطوں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت جلدی ان لوگوں میں اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی اور اگرچہ وہ سارے دوست تو جلسے پر آکر ملاقات نہیں کر سکے لیکن جتنوں نے بھی کی ان کو دیکھ کر دل خوشی اور اطمینان سے بھر گیا کہ بہت تیزی کے ساتھ ان میں احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی تھی اور جہاں تک جماعت احمدیہ کے دیگر فرقوں سے اختلافی عقائد کا تعلق ہے ان لوگوں کے لئے جماعت احمدیہ کو حق پر سمجھنا ذرا بھی مشکل نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اشتراکیت نے ایک لمبے عرصے سے ان کے دلوں کی پٹی صاف کی ہوئی ہے اور اگرچہ وہ خدا سے بھی دور چلے گئے مگر ساتھ ہی لغو اور کہانیوں والے عقائد سے بھی دور چلے گئے اور اب انہیں صرف وہی مذہب مطمئن کر سکتا ہے جو محض دل ہی کو مطمئن نہ کرے بلکہ دماغ کو مطمئن کرے اور جب تک ان کا دماغ مطمئن نہ ہو ان کا دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب بھی ان کو سمجھانے کی خاطر کہ جو اسلام تمہیں پیش کیا جا رہا ہے یہ

تنہا تصور نہیں ہے اور بھی اسلام کے تصورات ہیں اور ہمارے مخالفین ہمیں اس اس وجہ سے یہ یہ سمجھتے ہیں اور جو اختلافی عقائد ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ جب بھی یہ بات ان سے کی گئی بے ساختہ انہوں نے کہا کہ اس میں تو کسی دلیل کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ ہم بغیر تردّد کے آپ کی بات سنتے سنتے یہی سمجھ رہے تھے کہ یہی معقول اسلام ہے اس کے سوا اسلام کی کوئی صورت نہیں ہے۔ تو اتنے عظیم الشان تغیرات خدا تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعے اسلام کے نفوذ کے پیدا فرمائے ہیں کہ اگر ہم اس پر عملاً خدا تعالیٰ کا شکر ادا نہ کریں تو بڑی سخت بدنصیبی ہوگی۔

جرمنی میں کچھ نوجوان اور کچھ انصار خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور بعض لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی اس بارہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور ان سب کی کوششوں کے نتائج جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت ہی امید افزا ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کا ایک مضمون جو کسی ایک بہت پرانے الفضل میں شائع ہوا تھا مجھے ہندوستان سے ایک دوست نے بھیجا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو پڑھ کر سناؤں اور اس کے بعد پھر اس کی روشنی میں چند باتیں آپ سے کروں گا لیکن اس سے پہلے میں ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا گزشتہ کچھ عرصہ پہلے میں نے خطبے میں حضرت مصلح موعودؓ کے ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا کہ وہ کسی خوف کی وجہ سے جگہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں جانے پر مجبور ہوئے ہیں اور وہاں انہوں نے مجھے گود میں اٹھایا ہوا ہے یا اُمّ طاہر کے ایک بیٹے کو اور اس میں میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب کر کے نام طاہر لے لیا تھا چونکہ وہ رؤیا بہت پہلے سے پڑھی ہوئی تھی اس لئے خطبے کے معاً بعد میں نے ربوہ لکھا کہ یادداشت سے بعض دفعہ غلطی ہو جاتی ہے اس لئے آپ اصل رؤیا جس اخبار میں چھپی تھی اس کی عکسی تصویر مجھے بھجوائیں تا کہ اگر غلطی سے کوئی بات واقعہ کے خلاف مذکور ہوگئی ہو تو اس کی درستی کر لی جائے۔ وہ رؤیا میں نے دوبارہ پڑھی تو اس میں باقی مضمون تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل رؤیا کے مطابق ہی تھا۔ یعنی یادداشت نے کوئی غلطی نہیں کی۔ لیکن لڑکے کا ذکر تو ہے اس میں میرا نام نہیں ہے بلکہ جس رنگ میں وہ ذکر ہے وہ اپنی ذات میں ایک خاص معنی رکھتا ہے اور اس میں بھی ایک پیشگوئی مضمر تھی۔ آپ نے یہ لکھا ہے کہ جب میں نے خطرہ محسوس کیا تو میں بالا خانے پر اس غرض سے گیا کہ اپنی اہلیہ ام طاہر کو بھی جگا دوں اور ان کو بھی ساتھ لے چلوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ لیٹا ہوا ہے۔ اب وہ بچہ جو

حضرت مصلح موعودؓ کے ذہن میں موجود نہیں تھا، اچانک اس طرح دکھایا جانا خود اپنی ذات میں ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے اور پھر اس سے دلچسپ بات یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے بچے کو اٹھایا تو وہ لڑکا بن گیا۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ موجود بچوں کی طرف اشارہ کرنا مراد نہیں تھی بلکہ کسی ایسے بچے کی طرف اشارہ کرنا مراد تھی جو خدا کی تقدیر میں دین کے کام آنے والا تھا اور اس کا لڑکا بن جانا بتاتا ہے کہ بعد میں اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہونی تھی۔ پس ایک تو یہ الفاظ کی درستی ذہن نشین کر لیں اور جو خطبے چھپ چکے ہیں یا ریکارڈ ہو چکے ہیں ان میں تو اب درستی ممکن نہیں لیکن تاریخ میں یہ بات میرے اس خطبے کے ذریعے درج ہو جائے گی۔

دوسری بہت دلچسپ بات جو دوبارہ پڑھنے سے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ جو خطرہ تھا وہ فوجیوں کی طرف سے تھا اور ان فوجیوں کی تعیین نہیں ہے کہ کون ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ میں اچانک گھر سے باہر دیکھتا ہوں تو کچھ فوجی افسر گویا بدنیتی کے ساتھ وہاں کھڑے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں زمین پر اتر کر جانے کی بجائے جس طرح پہاڑوں پر گھر بنے ہوتے ہیں اوپر کی منزل کا بھی بالا بالا تعلق ہوتا ہے۔ میں بالائی رستے سے نکل گیا ہوں اور یہ میری ہجرت کے عین مطابق ہے یعنی بالائی رستے سے یہاں فضائی رستے کے ذریعے رخصت ہونا اور خاموشی سے رخصت ہونا مراد ہے۔ تو بہر حال میں نے پرائیوٹ سیکرٹری کو یہ ہدایت کی تھی کہ اس ذکر کے ساتھ کہ یہ تصحیح احباب جماعت کر لیں، اس ساری رؤیا کو دوبارہ احمدی اخباروں میں شائع کروا دیا جائے، ممکن ہے شائع ہو بھی چکی ہوں لیکن جہاں تک انگلستان کے رسالوں کا تعلق ہے ابھی تک میرے علم میں نہیں آیا کہ یہاں شائع ہوئی ہو حالانکہ بھجوائے ہوئے ایک مہینے سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بہر حال اب امید ہے کہ یہ اصل رؤیا اس مختصر نوٹ کے ساتھ جو میرے خطبے سے اخذ کر لیا جائے تمام دنیا کے احمدی اخبارات اور رسائل میں شائع ہو جائے گی۔ چونکہ اس کا بہت گہرا تعلق آج کے زمانے سے اور آج کی بدلتی ہوئی تاریخ سے ہے اس لئے سب احمدیوں کو چاہئے کہ اس پر غور کریں اور اس غور کے نتیجے میں اگر کوئی نیا نکتہ ہاتھ آئے تو اس سے بھی مجھے مطلع کریں اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ اسی دور میں ان عظیم الشان فتوحات کی بنیادیں قائم ہو جائیں جن کے وعدے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے ہیں۔

اسی خطبے میں میں نے ایک روسی انسائیکلو پیڈیا یا مقالے کا ذکر کیا تھا کہ اس سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ جماعت احمدیہ کی کچھ شاخیں روس میں ابھی تک موجود ہیں لیکن ہمارا ان سے رابطہ نہیں ہے اور میں نے بیان کیا تھا کہ یہ اطلاع مجھے ایک روسی رسالے کے مضمون کا ترجمہ پڑھ کر ہوئی۔ روسی زبان کے ہمارے ماہر خاؔور صاحب ہیں ان سے میں نے اب کہا تھا کہ وہ اصل حوالہ نکالیں۔ چنانچہ انہوں نے آج وہ حوالہ پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ نہیں بلکہ باقاعدہ ایک کتاب ہے جس میں انسائیکلو پیڈیا کے رنگ میں گہرے تحقیقی مضامین اور اعداد و شمار شائع ہوتے ہیں۔ اس کا عنوان ہے:

About the teachings and legends of the Ahmadia Muslim sect.

یہ ایک بڑی کتاب کا حصہ ہے۔ یعنی اس میں ایک مضمون ہے جو اپنی ذات میں الگ شائع نہیں ہوا بلکہ ایک بڑی کتاب جو مشرقی ممالک میں مذاہب سے تعلق رکھتی ہے اس میں سے لیا گیا ہے۔ اس کا عنوان یہ ہے۔

Religion and Muslim society of the people of the East at the end of Twenties.

۱۹۷۱ء میں یہ کتاب شائع ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

یعنی جب ۱۹۲۰ء کا دھاکا اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا۔

Ahmadia Groups were also found in the Soviet Central Asia

احمدیہ گروپس ہیں یعنی ایک جماعت نہیں بلکہ کئی جماعتیں سوویت سنٹرل ایشیا میں اس وقت پائی گئی تھیں۔

But they, according to the declaration of the head of the whole Ahmadia Sect, did not then have connection with the Indian centre.

لیکن وہ اپنے عالمی امام کی ہدایت کے تابع ہندوستانی مرکز سے منقطع رہیں اور انہوں نے اپنا رابطہ قائم نہ کیا۔

یہ بات میں نے خطبے میں بیان کر دی تھی لیکن میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ یہ معلوم ہوتا ہے

چونکہ روس نے ایسے تعلق کی اجازت نہیں دی اور اس زمانے میں خاص طور پر سختی تھی کہ ہندوستان سے کوئی علاقہ نہ رکھا جائے کیونکہ وہ انگریزی حکومت کے تابع تھا اس لئے اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے انہوں نے یہ کہانی بنالی ہے کہ مرکزی امام نے ہدایت کی تھی کہ تم یہ رابطے نہ رکھو۔

جو مضمون حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شائع ہوا ہے اور ہندوستان میں بہار کے ایک احمدی دوست نے مجھے بھجوایا ہے اس سے مزید اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ امام جماعت احمدیہ کو بشدت روسی جماعتوں سے تعلق قائم کرنے کی ایک بے پناہ تمنا تھی۔ اور ایسی تمنا تھی جو دل کو کریدتی رہتی تھی کہ کسی طرح ان جماعتوں سے میرا تعلق قائم ہو جائے۔ لیکن روسی حکومت کی سختیوں کی وجہ سے اس زمانے میں ایسا تعلق قائم کرنا ممکن نہیں تھا۔ یہ مضمون ۱۴/ اگست ۱۹۲۳ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس لئے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مقالہ نگار نے جو لکھا ہے کہ "۱۹۲۰ء کے دھاکے آخری عرصے میں" یہ درست نہیں ہے کیونکہ ۱۹۲۳ء سے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے روس میں جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ باقاعدہ مضمون کی صورت میں الفضل میں چھپوایا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمُدہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

بولشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ

اس کے نیچے فارسی کا ایک شعر ہے۔

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

کہ کتنی اللہ کی حمد ہو۔ کیسا کیسا اللہ کا شکر ہو کہ ہر وہ چیز جس کا میرا دل خواہاں تھا آخر پردہ تقدیر کے پیچھے سے ظاہر ہوگئی۔

"۱۹۱۹ عیسوی کا واقعہ ہے جسے میں پہلے بھی بعض مجالس میں بیان کر چکا ہوں کہ ایک احمدی دوست اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے جو انگریزی فوج میں ملازم تھے اپنی فوج کے ساتھ ایران میں گئے۔ وہاں سے

بولشویکی فتنہ کی روک تھام کے لئے حکام بالا کے حکم سے ان کی فوج روس کے علاقہ میں گھس گئی اور کچھ عرصہ تک وہاں رہی۔ یہ واقعات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہیں کیونکہ اس وقت کے مصالح یہی چاہتے تھے کہ روسی علاقہ میں انگریزی فوجوں کی پیش دستی کو مخفی رکھا جائے۔ ان دوست کا نام فتح محمد تھا اور یہ فوج میں نائک تھے۔ ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص فوج میں احمدی ہو گیا اور اس کو ایک موقعہ پر روسی فوجوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے چند سپاہیوں سمیت ایک ایسی جگہ کی طرف بھیجا گیا جو کیمپ سے کچھ دور آگے کی طرف تھی۔ وہاں سے اس شخص نے فتح محمد صاحب کے پاس آ کر بیان کیا کہ ہم لوگ پھرتے پھراتے ایک جگہ پر گئے جہاں کچھ لوگ شہر سے باہر ایک گنبد کی شکل کی عمارت میں رہتے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس عمارت کے اندر ایک ایسے آثار ہیں جیسے مساجد میں ہوتے ہیں لیکن کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ یہ جگہ تو مسجد معلوم ہوتی ہے۔ پھر اس میں کرسیاں کیوں بچھی ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مبلغ ہیں اور چونکہ روسی اور یہودی لوگ ہمارے پاس زیادہ آتے ہیں وہ زمین پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے اس لئے کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں''

یہ روس کا وہ مشرقی علاقہ ہے جہاں اسلام کے ظاہر ہونے کے ایک سو سال کے بعد ایک بہت بڑی قوم نے یہودیت اختیار کر لی تھی اور یہ تاریخ عالم کا خاص واقعہ ہے ورنہ تو عموماً یہودی نسلاً بعد نسلٍ چلے آرہے ہیں اور یہ کوئی تبلیغی جماعت نہیں لیکن مشرقی یورپ سے آنے والے اکثر یہودی انہیں قبائل سے تعلق رکھتے ہیں جن کے متعلق تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے وہاں یہودیت اختیار کی تھی تو غالباً یہ وہی علاقہ ہوگا۔ یہ میں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ جن دوستوں نے وہ جماعتیں تلاش کرنی ہیں وہ ذہن نشین رکھیں کہ کون کون سی علامات ہیں جن کی پیروی کرتے ہوئے وہ احمدیہ جماعتوں تک پہنچ سکیں گے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

''اس لئے کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں۔ نماز کے وقت اٹھا دیتے

ہیں۔ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔اس پر اس دوست کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ چونکہ یہ مذہبی آدمی ہیں ان کو تبلیغ کروں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہوگئے۔انہوں نے کہا کہ جس طرح اور انبیاء فوت ہوگئے ہیں اسی طرح وہ فوت ہوگئے ہیں۔اس پر میں نے پوچھا کہ ان کی نسبت تو خبر ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔انہوں نے کہا کہ ہاں اسی امت میں سے ایک شخص آجائے گا۔اس پر میں نے کہا کہ یہ عقیدہ تو ہندوستان میں ایک جماعت جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتی ہے اس کا ہے۔اس پر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بھی انہی کے ماننے والے ہیں۔فتح محمد صاحب نے جب یہ باتیں اس نواحمدی سے سنیں تو دل میں شوق ہوا کہ وہ اس امر کی تحقیق کریں۔اتفاقاً کچھ دنوں بعد ان کو بھی آگے جانے کا حکم ہوا اور وہ روسی عشق آباد میں گئے ۔ وہاں انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا یہاں کوئی احمدی لوگ ہیں۔لوگوں نے صاف انکار کیا“

اور یہ بھی یاد رکھئے کہ خاص طور پر عشق آباد کا علاقہ ہے۔

لوگوں نے صاف انکار کیا کہ یہاں اس مذہب کے آدمی نہیں ہیں۔

جب انہوں نے یہ پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے والے لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ اچھا تم صابیوں کا پوچھتے ہو۔

آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والوں کو بھی اس زمانے کے منکرین صابی کہا کرتے تھے۔ یعنی ایک نیا مذہب ایجاد کرنے والے، ایک نئے مذہب سے تعلق رکھنے والے۔

”اچھا تم صابیوں کا پوچھتے ہو۔وہ تو یہاں ہیں۔چنانچہ انہوں نے ایک شخص کا پتا بتایا وہ درزی کا کام کرتا ہے اور پاس ہی اس کی دوکان ہے۔ یہ اس کے پاس گئے اور اس سے حالات دریافت کئے۔اس نے کہا کہ ہم مسلمان

ہیں۔ یہ لوگ تعصب سے ہمیں صابی کہتے ہیں جس طرح رسول کریم ﷺ کے دشمن ان کے ماننے والوں کو صابی کہتے تھے۔ انہوں نے وجہ مخالفت پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اوران کی مماثلت پر ایک شخص اسی امت کا مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور وہ ہندوستان میں پیدا ہوگیا ہےاس لئے یہ لوگ ہمیں اسلام سے خارج سمجھتے ہیں شروع میں ہمیں سخت تکالیف دی گئیں روسی حکومت کو ہمارے خلاف رپورٹیں دی گئیں کہ یہ باغی ہیں اور ہمارے بہت سے آدمی قید کئے گئے۔لیکن تحقیق پر روسی گورنمنٹ کومعلوم ہوا کہ ہم باغی نہیں ہیں بلکہ حکومت کے وفادار ہیں تو ہمیں چھوڑ دیا گیا۔اب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور کثرت سے مسیحیوں اور یہودیوں میں سے ہمارے ذریعہ سے اسلام لائے ہیں''

یہ ساری باتیں بالکل ہمارے علم میں نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس دوست کو جزا دے جنہوں نے پرانے اخبار کھنگال کر اتنا قیمتی مضمون دوبارہ ہمارے سامنے رکھا اوراس طرح ساری جماعت کو اس بے حد ایمان افروز واقعہ کا علم ہوا کہ روس میں جو تبلیغ ہوئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہودیوں اورعیسائیوں کوبھی مسلمان بنایا گیا ہے محض مسلمانوں کواحمدی نہیں بنایا گیا۔ ''لیکن مسلمانوں میں سے کم نے مانا ہے'' یہ الٹ بات ہے۔معلوم ہوتا ہےاس زمانے میں وہاں مسلمانوں میں بہت زیادہ تعصب تھا توان میں سے کم نے مانا ہے لیکن اب تو خدا کے فضل سے سارے مسلمان تیار بیٹھے ہیں۔احمدیوں کواب تیاری کرنی ہے۔

''مسلمان زیادہ مخالفت کرتے ہیں۔ جب اس شخص کومعلوم ہوا کہ فتح محمد صاحب بھی اسی جماعت میں سے ہیں تو بہت خوش ہوا۔سلسلہ کی ابتداء کا ذکر اس نے اس طرح سنایا کہ کوئی ایرانی ہندوستان گیا تھا وہاں اسے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کتب ملیں۔ وہ ان کو پڑھ کر ایمان لے آیا اور واپس آ کر یزد کے علاقے میں جواس کا وطن تھا''

اب یہ یزد کا علاقہ بھی ہماری خاص توجہ کا مرکز بننا چاہئے۔

’’اس نے تبلیغ کی۔کئی لوگ جو تاجروں میں سے تھے ایمان لائے وہ تجارت کے لئے اس علاقہ میں آئے اور ان کے ذریعہ سے ہم لوگوں کو حال معلوم ہوا اور ہم ایمان لے آئے اور اس طرح جماعت بڑھنے لگی‘‘

یہ جو مضمون ہے یہ اس خط کی بھی یاد دلاتا ہے جو شملے کے رہنے والے ہندوستانی حکومت کے ایک غیر احمدی افسر نے ایک احمدی کے نام لکھا تھا جس میں اس نے ذکر کیا تھا کہ میں حکومت کے سفیر کے طور پر ایران وغیرہ کے مختلف علاقوں میں پھرتا رہا ہوں اور وہاں میرے علم میں یہ بات آئی کہ ایران کی وساطت سے بعض روسی بھی احمدی ہوئے ہیں اور ایک روسی جو جہاز میں کپتان تھا۔اس سے بھی ان کی ملاقات ہوئی اور اس نے بڑے فخر کے ساتھ سعادت کے رنگ میں تسلیم کیا کہ ہاں میں احمدی ہوں،تو یہ جو مختلف قسم کے سارے واقعات ہیں یہ ایک ہی طرف انگلیاں اٹھا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ انسانی کوشش سے بلکہ خدا کی اس تقدیر کے نتیجے میں جو لکھی گئی ہے کہ روس میں ریت کے ذروں کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے مسلمان پیدا ہوں گے، یہ سامان خود بخود ہونے شروع ہو چکے تھے۔

’’یہ حالات فتح محمد صاحب مرحوم نے لکھ کر بھیجے۔چونکہ عرصہ زیادہ ہو گیا ہے۔اب اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ واقعات اسی ترتیب سے ہیں یا نہیں۔ لیکن خلاصہ ان واقعات کا یہی ہے گو ممکن ہے کہ بوجہ مدت گزر جانے کے واقعات آگے پیچھے بیان ہو گئے ہوں۔جس وقت یہ خط مجھے ملا میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں نے سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ بخارا کے امیر کی کمان آپ کے ہاتھ میں آگئی ہے۔اسی رنگ میں پوری ہو رہی ہے اور میں نے چاہا کہ اس جماعت کی مزید تحقیق کے لئے فتح محمد صاحب کو لکھا جائے کہ اتنے میں ان کے رشتہ داروں کی طرف سے بھی مجھے اطلاع ملی کہ سرکاری تار کے ذریعہ ان کو اطلاع ملی ہے کہ فتح محمد صاحب میدان جنگ میں گولی لگنے سے فوت ہو گئے ہیں۔اس خبر نے تمام امید پر پانی پھیر دیا اور سر دست اس ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا مگر یہ خواہش میرے دل میں بڑے زور سے

پیدا ہوتی رہی اور آخر ۲۱ء میں میں نے ارادہ کر لیا۔“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ۱۳،۱۴ کی بات ہوگی جو پہلا واقعہ ہے کیونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیر ہوگئی ہے۔اس لئے واقعات شاید ذہنی ترتیب کے لحاظ سے آگے پیچھے ہوگئے ہوں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ پچھلے سال خط آیا ہو اور آج یہ واقعات ترتیب کے لحاظ سے بدل جائیں کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ کی یادداشت تو بہت پختہ تھی ، غیر معمولی تھی۔اس لئے میرا اندازہ ہے کہ چند سال پہلے کا لکھا ہوا کوئی خط ہوگا۔ واقعات تو یاد رہ گئے لیکن ترتیب یاد نہیں رہی تو ۱۹۲۱ء سے چند سال پہلے کے متعلق ہم اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے فضل سے روس میں ایک نہیں بلکہ متعدد جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔

”اور آخر میں میں نے ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو اس علاقہ کی خبر لینی چاہئے چونکہ انگریزی اور روسی حکومتوں میں اس وقت صلح نہیں تھی اور ایک دوسرے پر سخت بدگمانی تھی اور پاسپورٹ کا طریق ایشیائی علاقہ کے لئے تو غالباً بند ہی تھا یہ دقت درمیان میں سخت تھی اور اس کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا مگر میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو اس کام کو کرنا چاہئے اور ان احباب میں سے جو زندگی وقف کر چکے ہیں۔ایک دوست میاں محمد امین صاحب افغان کو میں نے اس کام کے لئے چنا“

انگلستان کی جماعت کی یہ خوش نصیبی ہے کہ انہی محمد امین افغان صاحب کے صاحبزادے بشیر احمد خان غالباً برمنگھم میں رہتے ہیں۔ یہ اسی عظیم تاریخی انسان کے بیٹے ہیں جو اب جماعت احمدیہ انگلستان کے ایک فرد ہیں چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

”ایک دوست میاں محمد امین صاحب افغان کو میں نے اس کام کے لئے چنا اور ان کو بلا کر سب مشکلات بتا دیں اور کہہ دیا کہ آپ نے زندگی وقف کی ہے۔اگر آپ اس عہد پر قائم ہیں تو اس کام کے لئے تیار ہو جائیں جان اور آرام ہر وقت خطرہ میں ہوں گے اور ہم کسی قسم کا کوئی خرچ آپ کو نہیں دیں گے۔آپ کو اپنا خرچ خود کمانا ہوگا۔“

یعنی اپنے روزگار کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ کھانے پینے کا خود انتظام کرنا ہوگا

''اس دوست نے بڑی خوشی سے ان باتوں کو قبول کیا اور اس ملک کے حالات دریافت کرنے کے لئے اور سلسلہ کی تبلیغ کے لئے بلا زادراہ فوراً نکل کھڑے ہوئے کوئٹہ تک تو ریل میں سفر کیا سردی کے دن تھے اور برفانی علاقوں میں سے گزرنا پڑتا تھا مگر سب تکالیف برداشت کر کے بلا کافی سامان کے دو ماہ میں ایران پہنچے اور وہاں سے روس میں داخل ہونے کے لئے چل پڑے۔ آخری خط ان کا مارچ ۱۹۲۲ء کا لکھا ہوا پہنچا تھا۔ اس کے بعد نہ وہ خط لکھ سکتے تھے۔ نہ پہنچ سکتا تھا مگر الحمد للہ کہ آج ۹ راگست کو ان کا اٹھارہ جولائی کا لکھا ہوا خط ملا ہے۔ جس سے یہ خوشخبری معلوم ہوئی ہے کہ آخر اس ملک میں بھی احمدی جماعت تیار ہوگئی ہے اور باقاعدہ انجمن بن گئی ہے۔''

''اس دوست کو روسی علاقہ میں داخل ہو کر جو سنسنی خیز حالات پیش آئے وہ نہایت اختصار سے انہوں نے لکھے ہیں لیکن اس اختصار میں بھی ایک صاحب بصیرت کے لئے کافی تفصیل موجود ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے تجربات سے دوسرے بھائی فائدہ اٹھا کر اپنے اخلاص میں ترقی کریں گے''

جو بھائی اس زمانے میں مخاطب تھے ان کے لئے تو ممکن نہیں ہو سکا کہ وہ ان تجربات سے فائدہ اٹھا کر اخلاص میں اور نیک اعمال میں ترقی کریں۔ آج جو آپ میرے مخاطب ہیں ان میں سے جن کو بھی خدا تعالیٰ توفیق دے اب حالات بہت زیادہ بہتر اور آسان ہو چکے ہیں اور رابطوں میں کوئی خطرہ نہیں ہے، وہ اپنے آپ کو خالصۃً اس غرض سے وقف کریں کہ اپنے خرچ پر وہ ان علاقوں میں جن کی میں نے نشاندہی کی ہے خود پہنچ کر جائزے لیں اور حضرت مسیحؑ کے کھوئے ہوئے شیروں کو تلاش کریں کیونکہ مسیح عیسوی کی تو بھیڑیں گمی تھیں، مسیح محمدیؑ کے اگر گمیں تو شیر گمتے ہیں۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ دوست جو استطاعت رکھتے ہیں اور ایک ولولہ اور جوش رکھتے ہیں وہ اب روس میں تبلیغ اسلام کے لئے مستعد ہو جائیں اور وقف عارضی کے لئے ایسے نام ملنے چاہئیں جو ان جگہوں میں جا کر بڑی محنت اور کوشش سے بھولی بسری جماعتوں کا کھوج لگائیں اور پھر ان سے رابطہ کریں اور

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس مضمون کو وہاں سے آگے بڑھائیں۔ پھر فرماتے ہیں:

''اور اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ حقیقی کامیابی خدا کی راہ میں فنا ہونے میں ہی ہے چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہیں۔ روس کے پہلے ریلوے سٹیشن قہضہ پر انگریزی جاسوس قرار دیئے جا کر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا''

یہ وہی علاقہ ہے جس کا پہلے ذکر آچکا ہے

''وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے۔ تا عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد گوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس نے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل کو ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا اور اس کے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیج دیا گیا''۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت میں اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے

چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کا کان کے ریلوے سٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا یہ اس طرح بار بار پولیس کی حراست سے بھاگ نکلنا عجیب بات لگتی ہے۔ خاص طور پر اس زمانے میں بولشویک انقلاب کے بعد روس میں تو ان معاملات پر بہت سختی کی جاتی تھی۔ اس لئے یہ جو الفاظ انہوں نے لکھے ہیں ''روسی مسلمان پولیس'' اور حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ بعض اشارے موجود ہیں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان پولیس کے ہاتھوں سے بھاگنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کو تبلیغ کی گئی ہے اور یا وہ احمدی ہو گئے ہیں یا دل احمدیت کے لئے نرم ہو گئے ہیں ورنہ اسی طرح تکرار کے ساتھ روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلنا کوئی آسان بات نہیں۔

''روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پا پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کا کان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔ وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور پھر بخارا پہنچے اور ۱۳/ مارچ ۲۳ء کو پہلی دفعہ بخارا میں اس جماعت کے مخلصین کو جو پہلے الگ الگ تھے''

یعنی پہلے خدا کے فضل سے جماعت قائم تھی لیکن تنظیم قائم نہیں تھی تو انہوں نے بخارا میں جا کر وہ تنظیم قائم کی۔

''اور حسب میری ہدایت کے ان کو پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا۔ ایک جگہ اکٹھا کر کے آپس میں ملایا گیا اور ایک احمدی انجمن بنائی گئی''

یہ جو فقرہ ہے یہ بہت دلچسپ ہے ''اور حسب میری ہدایت کے ان کو پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا''، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعود کو پہلے ان کی کوئی اطلاع آئی ہوگی اور آپ نے ان کو احتیاطاً یہ حکم دیا ہوگا کہ آپس میں منظّم ہو کر نہ رہو اور وہ جو روسی محقق نے بات لکھی ہے وہ پھر بالکل بے بنیاد بھی نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ روسی محقق نے گہری تحقیق کی ہے اور اس کو یہ پتہ چلا ہے کہ جو تنظیم قائم نہیں ہے، رابطہ قائم نہیں ہے وہ مرکز کی ہدایت پر ہے لیکن وہ غلط سمجھا۔ آپس میں رابطہ قائم

نہ کرنے کی ہدایت تھی نہ کہ مرکز سے رابطہ توڑنے کی ہدایت تھی تو بہر حال پرانے کاغذات سے یہ بہت سی باتیں زیادہ واضح ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس طرح تاریخ پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

''ایک جگہ اکٹھا کر کے آپس میں ملایا گیا اور ایک احمد یہ انجمن بنائی گئی اور باجماعت نماز ادا کی گئی اور چندوں کا افتتاح کیا گیا۔ وہاں کی جماعت کے دو مخلص بھائی ہمارے عزیز بھائی کے ساتھ آنے کے لئے تیار تھے لیکن پاسپورٹ نہ مل سکنے کے سبب سر دست رہ گئے۔

اس وقت محمد امین خاں صاحب واپس ہندوستان کو آرہے ہیں اور ایران سے ان کا خط پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لائے اور آئندہ سلسلہ کی بیش از بیش خدمات کرنے کا موقع دے۔

میں ان واقعات کو پیش کر کے اپنی جماعت کو مخلصوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ تکالیف جن کو ہمارے اس بھائی نے برداشت کیا ہے ان کے مقابلہ میں وہ تکالیف کیا ہیں جو ملکانہ میں پیش آرہی ہیں پھر کہتے ہیں جنہوں نے ان ادنیٰ تکالیف کے برداشت کرنے کی جرأت کی ہے''

''پھر کہتے ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ بعض لوگ ملکانہ میں قربانی کرنے والوں کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ تکالیف برداشت کرنے کی جرأت کی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ تکالیف یہ ہوا کرتی ہیں۔ ان کے مقابل پر تم ان چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کو کہہ رہے ہو کہ بڑی جرأت کی ہے۔

''اے بھائیو! یہ وقت قربانی کا ہے۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے یونہی نہیں چھوڑ سکتے۔ پس آپ میں سے کوئی رشید روح ہے جو ان ریوڑ سے دور بھیڑوں کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور اس وقت تک ان کو چوپانی کرے کہ اس ملک میں ان کے لئے آزادی کا راستہ اللہ تعالیٰ کھول دے۔''

(الفضل قادیان دارالامان) مورخہ ۱۴/ اگست ۱۹۲۳ء نمبر ۱۲ جلد ۱۱)

دنیا میں تو غالباً جہاں تک میرا علم ہے کوئی ایسا چوبان میسر نہ آسکا جو اس وقت تک کہ خدا ان کے راستے کھول دے ان کی چوبانی کرتا لیکن میرا کامل ایمان ہے۔ ایک ذرہ بھی مجھے اس میں شک نہیں کہ اس تمام عرصے میں خدا تعالیٰ ان کی چوبانی کرتا رہا ہے اور ان کو ضائع ہونے سے بچاتا رہا ہے خدا کی یہ تقدیریں جو نئے نئے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ آپس میں گہرا تعلق رکھتی ہیں اور بظاہر نئی ہونے کے باوجود ان کے گزشتہ تقدیروں سے رابطے ہوتے ہیں۔ پس آج جو روس کے لئے راستے کھولے جارہے ہیں یہ اسی خدا کی تقدیر کے سلسلے کا ایک حصہ ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ساری جماعتیں جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح غیر معمولی طور پر آسمان کے فرشتوں نے قائم کی ہیں وہ اس عرصے میں ضائع ہو چکی ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ احمدی مخلصین اپنے آپ کو پیش کریں تا کہ از سر نو ان علاقوں سے رابطے کریں اور اب تو قرآن کریم کے ترجمے کا تحفہ ان کے پاس ہوگا اور اس سے بڑا اور اس سے عظیم تر تحفہ اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کی خدمت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ بغیر اس علم کے کہ روس میں کیا تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہم سے پہلے ہی تراجم کروا رہی تھی اور جب کوئی پوچھتا تھا کہ کس طرح ان کو وہاں پہنچاؤ گے اور ہم رابطے کرتے تھے تو روس کے علاقے میں ان کتب اور رسائل کو پہنچانے کی کوئی سبیل دکھائی نہیں دیتی تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے یہ رستے کھول دئے ہیں اور اور بھی بہت سی عظیم الشان تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ جو خالصۃً اللہ کے فضل کے نتیجے میں ہیں اور کسی انسان کی چالاکی یا منصوبے یا ہوشیاری یا محنت کے نتیجے میں نہیں ہیں۔

رشین زبان میں اب تک جو ترجمے چھپ چکے ہیں وہ ہیں رشین ترجمہ قرآن مجید، منتخب آیات قرآن مجید، منتخب اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چار مختلف موضوعات پر فولڈرز جو حضرت مصلح موعودؓ کے بعض مضامین سے اس لئے اخذ کئے گئے تھے کہ آج کل کے زمانے میں روس کے مزاج کے مطابق وہ اقتباسات میرے نزدیک مفید تھے اور ان کے روسی ترجمے کروا کے چھوٹے چھوٹے فولڈرز کی صورت میں وہ چار فولڈرز تیار کروائے گئے تھے جو بغیر تقسیم کے پڑے تھے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تقسیم کا وقت آ گیا ہے۔ منتخب احادیث طباعت کے مرحلے پر ہیں کیونکہ ان کے ترجمے میں کچھ کمزوری رہ گئی تھی۔ جس کی بار بار کی چھان پھٹک کے نتیجے میں کچھ تاخیر

ہوگئی لیکن اب یہ طبع ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ حسب ذیل تراجم مکمل ہو چکے ہیں اور میں نے ہدایت کردی ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کو طبع کروایا جائے اور اس کے ساتھ ہی آئندہ معاً بعد شائع ہونے والے لٹریچر کے متعلق بھی منصوبہ بنایا جارہا ہے۔''نماز اور اس کے مسائل'' یہ بہت ہی اہم ضرورت ہے اور روس کے مسلمان بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں اس قسم کا لٹریچر دو کیونکہ ہمیں تو کچھ بھی نہیں پتا۔ یعنی آباؤ اجداد سے جو کچھ اسلام سیکھا ہوا تھا وہ سب بھلایا جا چکا ہے۔نماز اگر پڑھنی آتی ہے تو اس کا ترجمہ نہیں آتا لیکن نئی نسلوں کو تو نماز پڑھنی بھی نہیں آتی۔نماز کا ترجمہ پھر اس کے مسائل سادہ سادہ چھوٹے چھوٹے مسائل جو آسانی سے ذہن نشین ہوسکیں ان سے متعلق یہ کتاب تیار کروائی گئی ہے جو سلسلے کی طرف سے مختلف کتب نماز کے موضوع پر تھیں ان میں سے کچھ حصے اخذ کر کے کچھ باتیں زائد کر کے ایک بہت ہی جامع مانع آسان زبان کی کتاب ہے جو انشاء اللہ روس میں بہت مقبولیت پائے گی۔ "Revival of Religion" یہ غالباً آسٹریلیا یا فجی میں میری ایک تقریر تھی،اس کا انگریزی ترجمہ ہے جس سے آگے روسی ترجمہ کروالیا گیا ہے۔**''یسرنا القرآن''** کا قرآن کا پڑھنا سکھانا بھی بہت ضروری ہے۔ان لوگوں کو تو اب بالکل قرآن پڑھنا ہی نہیں آتا سوائے چند علماء کے جو باہر کی یونیورسٹیز میں جا کر عربی سیکھتے رہے ہیں۔کروڑ ہا مسلمان عوام الناس ایسے ہیں جو قرآن کریم کی ایک سطر بھی نہیں پڑھ سکتے۔پس ان کے لئے روسی زبان میں یسرنا القرآن پیش کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر سے اجازت حاصل کی کیونکہ اس رسالے کے جو حقوق ہیں وہ پیر صاحب مرحوم نے حضرت میر صاحب کی اولاد کے نام کر دیئے تھے اور پہلے میر داؤد احمد صاحب اس کے انچارج تھے۔اب میر محمود احمد صاحب ناصر اور میر مسعود احمد صاحب ہیں۔ چنانچہ میں نے ان سے اجازت لی اور انہوں نے بڑی خوشی سے اجازت دی کہ آپ اس سے استفادہ کریں جتنی زبانوں میں بھی ضرورت ہو جس طرح چاہیں استفادہ کریں تو یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ کام اجازت لے کر کیا جارہا ہے اور جماعت میں اس اخلاقی نکتہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو رسالہ جو کتاب جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس کو بغیر اجازت از خود شائع نہیں کروانا چاہئے۔ یہ دنیا کے مسلمہ اخلاق کے خلاف بات ہے اس لئے پہلے تحقیق کرنی چاہئے کہ کون اس کے حقوق رکھتا ہے اور جس کے حقوق کے متعلق معین معلوم نہ ہو اس کے متعلق جماعت سے اجازت لینی

چاہئے۔ ’’اسلام میں عورتوں کا مقام‘‘ اور سب سے اہم اس دوسرے حصے میں **دیباچہ تفسیر القرآن مکمل، ’’مسیح ہندوستان میں‘‘** کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے

اس ضمن میں ایک اور خوشخبری یہ ہے کہ اگر چہ کلیم خاور صاحب جن کو روسی زبان کے لئے تیار کیا گیا تھا، ایک حد تک روسی زبان سے واقفیت رکھتے ہیں، گفتگو کر سکتے ہیں اور روسی سے صحت کے ساتھ ترجمہ بھی کر سکتے ہیں لیکن روسی زبان کا ایسا محاورہ نہیں ہے کہ علمی مقالہ جات یا کتب کا ترجمہ کر سکیں۔ اس لحاظ سے شدت سے ضرورت تھی کہ کوئی ایسا آدمی جس کو انگریزی پر بھی عبور ہو اور روسی پر بھی عبور ہو اور کسی حد تک مشرقی زبانوں یعنی فارسی عربی، وغیرہ سے بھی آشنا ہو ایسا کوئی مترجم میسر آئے۔ پچھلے دنوں یعنی چند مہینے کی بات ہے غالباً دو مہینے کی یا اس کے لگ بھگ کہ ایک روسی شاعر اور مصنف جو تا تارستان کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے اور پانچ زبانوں کے ماہر ہیں وہ اپنے سفر پر یہاں تشریف لائے ان کا ہم سے تعارف ہوا اور چند مجالس میں ہی وہ جماعت احمدیہ کے ایسے مداح ہو گئے کہ اپنے سارے دوسرے کام چھوڑ کر اپنے آپ کو تراجم کے لئے پیش کر دیا۔ ابھی چند دن ہو گئے ان کا آسٹریلیا سے خط آیا ہے وہاں دورے پر گئے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ میں تو جماعت احمدیہ کا عاشق ہو چکا ہوں اور سارے دوسرے کام بند کئے ہوئے ہیں۔ جہاں جہاں جاتا ہوں جماعت احمدیہ کی تبلیغ کرتا ہوں اور میرا فیصلہ ہے کہ جلد واپس آ کر اپنا بقیہ وقت تمام تر جماعت کی خدمت پر صرف کروں اور جو لٹریچر بھی اس وقت اولیت رکھتا ہو پہلے اس کے ترجمے کروں۔ اس ضمن میں یہ پہلے کئی دن اسلام آباد ٹھہر کر دن رات محنت کر کے دیباچہ تفسیر القرآن کے ترجمے کو دہرا چکے ہیں اور جو حصہ اس میں سے ناقص تھا اس کی انہوں نے تصحیح کی ہے اور جب ہم نے ماہرین کو ان کی تصحیح دکھائی تو وہ عش عش کر اٹھے اور انہوں نے کہا کہ نہایت اعلیٰ ترجمہ ہے۔ اس میں کسی اصلاح کی گنجائش نہیں۔ تو یہ وہ ماہر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی عطا کر دیئے۔ اب بتائیں بھلا یہ انسانی کام ہیں۔ میرے لئے یا آپ کے لئے، ہم سب کے لئے بالکل ناممکن تھا کہ از خود اسلام کی ترقی کی اس طلب کو یا اس طلب کی پیاس کو بجھا سکتے۔ پیاس بجھانے والے بھی خدا مہیا فرما رہا ہے۔ سارے انتظام از خود جاری ہو رہے ہیں۔

روسیوں کی ہاکی کی ایک ٹیم بھی ایک دوسرے علاقے سے یہاں آئی تھی ان کا بھی خدا تعالیٰ

نے احمدی ہاکی ٹیم انگلستان سے رابطہ قائم کروادیا۔ دوستانے ہوئے اب ہماری ٹیم وہاں جائے گی۔ تو یہ سارے سلسلے تقدیر الٰہی کے سلسلے ہیں جو Unfold ہو رہی ہے۔ جس طرح گلاب کی پتیاں کھلتی ہیں اس طرح یہ پھول کھل رہے ہیں اور زیادہ حسین اور دلکش اور زیادہ خوشبوؤں کے ساتھ یہ کھلتے ہوئے پھول انشاء اللہ تعالیٰ روسی دنیا کو اسلام کی طرف مائل کریں گے۔

''مسیح ہندوستان میں'' کا ترجمہ ہو رہا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے باقی تراجم بھی ہوں گے۔ اب میں مختصراً صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتیں جہاں جہاں یہ امکان موجود ہے کہ روسی قوم کے باشندے وہاں عارضی یا مستقل رہائش رکھتے ہوں اور مشرقی یورپ کے دوست وہاں آباد ہوں یا ان کی ایمبیسیز موجود ہوں تو وہ جیسا کہ میں پہلے بارہا تاکید کر چکا ہوں، اسی بات کا انتظام کریں کہ کچھ نہ کچھ احمدی ان سے تعلق جوڑیں۔ مشکل یہ ہے کہ اکثر جماعتوں نے اپنے تمام احمدی دوستوں کو یہ بھی مطلع نہیں کیا کہ ہمارے پاس دوسروں کو پیش کرنے کے لئے کیا کیا لٹریچر موجود ہے اور بارہا مجھے اس بات پر وقت خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مختلف ملکوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ فلاں روسی سے ہمارا رابطہ ہوا، فلاں رومانین سے ہوا فلاں پولش سے ہوا۔ بتائیں اس زبان میں کوئی لٹریچر موجود ہے کہ نہیں۔ اب کتنی دفعہ بتائیں، کس طرح بتائیں، ساری دنیا کی جماعتوں کو باقاعدہ سرکلر جاری کر کے تمام لٹریچر کے متعلق تفصیل پہنچائی گئی ہے اور جب نیا لٹریچر شائع ہوتا ہے، پہنچائی جاتی ہے۔ اگر اس پر امیر یا مبلغین بیٹھ رہیں اور احباب جماعت کو مطلع نہ کریں تو پھر وہ میرا وقت خرچ کرتے ہیں۔ میرا وقت تو آپ کا ہے لیکن جن باتوں پر خرچ کرنا ضروری نہ ہو ان پر خرچ کروانا وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اس لئے سب جماعتوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے منصوبے کیا ہیں؟ کس رنگ میں تبلیغ کرنی چاہئے؟ اگر مدد کی کوئی ضرورت پڑے تو کس طرح حاصل کرنی ہے؟ اس کے لئے پہلے اپنے ملک میں رابطے ہونے چاہئیں اور مجھے جیسا کہ دستور ہے اور میں اس کو پسند کرتا ہوں براہ راست صرف رپورٹ ملا کرے کہ یہ بات ہوئی تھی اور اس پر ہم نے رابطہ کیا اور اس طرح ہماری پیاس بجھ گئی اور اگر ضرورت پوری نہ ہو اور پیاس باقی رہے تو پھر لازم ہے کہ مجھے براہ راست اطلاع کریں تا کہ میں فوری طور پر جماعت کو متوجہ کروں۔

اس بات پر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ دو تحریکات تھیں جن کو میں خاص طور پر آپ کے

سامنے رکھنی چاہتا تھا۔ **ایک یہ کہ روس کے لئے واقفین زندگی کی ضرورت ہے جو امین خاں صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔** اگر چہ اب وہ سختیاں نہیں رہیں وہ تکلیفیں نہیں رہیں لیکن جس حد تک بھی ان کی قربانی کا اعادہ کیا جا سکتا ہے۔ اپنے خرچ پر جا کر محنت اور محبت اور جستجو کے ساتھ جماعتوں کا کھوج لگانا اور ان سے رابطہ کرنا اور نظام جماعت کو از سر نو زندہ کرنا یہ ان کا کام ہوگا اور اس کے علاوہ تبلیغ کے نئے رستے تلاش کریں اور لٹریچر کی تقسیم کے سلسلہ میں رابطے قائم کریں اور اپنی رپورٹوں میں ہمیں مطلع کریں کہ کس طرح فلاں فلاں قوم میں کن کن لوگوں میں لٹریچر کی ترسیل ضروری ہے اور نشاندہی کریں کہ کس قسم کا لٹریچر چاہئے اور دوسرا یہ کہ جو روسی دنیا میں پھیلے پڑے ہیں اور جو مشرقی یورپ کے باشندے باہر کی دنیا میں ملتے ہیں ان سب سے رابطے بڑھائیں اور جماعتیں اس بات کی نگران ہوں کہ سب احمدیوں کی بروقت صحیح راہنمائی ہو رہی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے اور ان کو علم ہے کہ کس کس زبان میں ہمارے پاس کیا کیا لٹریچر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ وقت کے ان تیزی سے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو ان توقعات سے بڑھ کر پورا کریں جو توقعات ہماری جماعت سے کی جاتی ہیں۔ (آمین)